بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اخصاء البہائم

(جانوروں کو خصی کرنا)

ماخوذ از کتاب :

سوانح حیات شیخ الاسلام

سیّد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

(صفحہ ۶۲۹ تا ۶۵۹)

7/20/2020

مصنف :

سیّد محمّد سلیمان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۲۶) اخصاء البہائم

(جانوروں کو خصی کرنا)

جانوروں کو خصی کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں:

اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم نھٰی عن صبرِ ذی الرُّوحِ واِخصاءِ البھائمِ نھیاً شدیداً رواہ البزّار و قال الھیثمیُّ رجالہ رجال الصحیح و قال الشوکانی اسنادہ صحیح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی جاندار کو باندھ کر مارنے (شکار کرنے) اور چوپایوں کو خصی کرنے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے (مسند بزار)۔

حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں (مجمع الزوائد، جلد ۵، رقم ۹۳۶۸)۔علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں اس کی سند صحیح ہے۔ (نیل الاوطار، جلد ۸، صفحہ ۸۸)۔

مصلحت:

جانوروں کو خصی کرنے کی ممانعت میں کیا کیا مصلحتیں ہیں یہ تو اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ ہماری سمجھ میں مندرجہ ذیل مصلحتیں آتی ہیں۔

(۱) اس عمل سے جانوروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اور رحمان و رحیم عزّ و جل اور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم کو ان کی ادنیٰ تکلیف بھی گوارا نہیں۔

(۲) جانوروں کو خصی کرنا "فلیغیرن خلق اللّٰہ۔(النساء ۱۱۹)" کے ذیل میں آتا ہے لہٰذا یہ ایک شیطانی فعل ہے۔

اب ہم ان باتوں کو قدرے تفصیل سے بیان کرتے ہیں

(i) جانوروں کا خیال رکھنا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنا:

اسلام میں جانوروں کاخیال رکھنے کی اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی بہت تاکید ہے اور اس کی بہت فضیلت ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

بينما رجل يمشي بطريق اشتد عليه العطش فوجد بئراً فنزل فيها فشرب ثم خرج فاذا كلب يلهث يأ كل الثرى من العطش فقال الرجل لقد بلغ هذا الكلب من العطش مثل الذى كان بلغ بى فنزل البئر فملأ خفّهٗ ثم أمسكه بفيه [ثم رقى] فسقى الكلب

ایک آدمی کہیں جا رہا تھا۔ چلتے چلتے اسے سخت پیاس لگی۔ اسے ایک کنواں ملا۔ وہ اس میں اترا اور پانی پیا۔ جب وہ پانی پی کر نکلا تو کیا دیکھتا ہے کہ ایک کتا ہانپ رہا ہے اور پیاس کے مارے مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے سوچا کہ اس کتے کا بھی پیاس کی شدت سے ایسا ہی برا حال ہے جیسا میرا حال تھا۔ پس وہ پھر کنویں میں اترا۔ اپنے موزے میں پانی بھرا، پھر موزے کو اپنے منہ سے پکڑ کر اوپر چڑھا اور کنویں سے باہر نکل کر کتے کو پانی پلایا۔وہ اس کو پانی پلاتا رہا یہاں تک کہ وہ پانی پی کر سیراب ہو گیا۔اللہ تعالی نے اس شخص کے عمل

[فجعل يغرف له به حتّٰى أرواه] فشكر اللّٰه له فغفر لهٗ [فأدخله الجنة]۔ قالوا يا رسول اللّٰه و ان لنا فى البهائم أجراً؟۔ فقال "فى كل ذات كبدٍ أجر"۔ متفق عليه

کو قبول فرمایا۔ اس کی بخشش فرما دی اور اسے جنت میں داخل فرما دیا۔ (یہ سن کر) صحابۂ کرام ؓ نے پوچھا۔ "یا رسول اللہ، کیا ہمیں جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے پر بھی اجر ملے گا؟"۔ آپؐ نے فرمایا "ہر تر جگر والے (یعنی ہر جاندار)کے ساتھ بھلائی کر نے پر اجر ملے گا"۔ (صحیح بخاری ۶۰۰۹، صحیح مسلم ۵۸۵۹)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے ہی روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

غفر لامرأةٍ مومسةٍ مرّت بكلبٍ علىٰ راس ركىّ يلهث كاد يقتله العطش فنزعت خفّها فاوثقته بخمارها فنزعت له من الماء

ایک بد کار عورت کا گزرایک کتے کے پاس سے ہواجو ایک کنویں کے پاس ہانپ رہا تھا اور پیاس کی شدت سے مرنے کے قریب تھا۔اس عورت نے اپنا موزہ اتارا اور اس کو اپنے دوپٹے سے باندھ کر کتے کے لئے کنویں سے پانی نکالا۔ اس کی اس نیکی کی وجہ سے

فغفر لها بذلك متفق عليه و اللفظ للبخاری

اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو بخش دیا۔ (صحیح بخاری۳۳۲۱، صحیح مسلم ۵۸۶۱)۔

اس کے بر عکس ایک عورت ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھنے پر جہنم میں چلی گئی۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا :

عُذّبت امراة فی هرّةٍ ربطتها [سجنتها] حتی ماتت فدخلت فيها النار لا هی اطعمتها ولا سقتها اذ حبستها ولا هی تركتها تاكل من خشاش الارض۔ متفق عليه۔

ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب کیا گیا۔ اس نے ایک بلی کو باندھے رکھا یہاں تک کہ وہ مر گئی۔ وہ عورت اس بلی کی وجہ سے دوزخ میں گئی کیونکہ اسے قید رکھنے کے دوران نہ اس عورت نے اسے کھانے کو دیا، نہ اسے پانی پلایا اور نہ ہی اس نے اسے آزاد کیا کہ وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا کر اپنا پیٹ بھر لیتی (صحیح بخاری ۳۴۸۲، صحیح مسلم ۵۸۵۲)۔

(ii) جانوروں کے حقوق:

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا :

اذا سافرتم فی الخصب فاعطوا الابل حظّھا من الارض و اذا سافرتم فی السنةِ فأسرعوا علیھا السیر [و فی روایةٍ فبادروا بھا نِقیھا] و اذا عرّستم باللیل فاجتنبوا الطریق فانھا [طُرُق الدوابّ و] ماوی الھوام باللیل رواہ مسلم

جب تم ہریالی میں سفر کرو تو اونٹوں کو زمین میں سے ان کا حصہ دو (یعنی ان کو زمین میں چرنے کا موقع دو) اور جب تم قحط سالی میں سفر کرو تو جلدی جلدی سفر کرو (تاکہ جلد منزل پر پہنچو جہاں اونٹوں کو چارہ وغیرہ مل جائے) اور جب تم رات کو پڑاؤ ڈالو توراستے میں پڑاؤ نہ ڈالو اس لئے کہ رات کو وہاں سے جانور، کیڑے، سانپ وغیرہ گزرتے ہیں۔ (صحیح مسلم ۴۹۵۹ و ۴۹۶۰)۔

حضرت خالد بن معدانؒ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

ان اللّٰہ رفیق یحب الرفق و یرضی به و یعین علیه ما لا یعین علی العُنف فاذا رکبتم هذه الدواب العُجم فانزلوها منازلها، فان کانت الارض جدبةً فانجوا علیها بنِقیِها و علیکم بسیر اللیل فان الارض تُطوی باللیل ما لا تُطوی بالنهار و ایاکم و التّعریس علی الطریق فانها طُرُقُ الدواب و

بے شک اللہ تعالیٰ نرم ہے، نرمی کو پسند کرتا ہے اور اس سے خوش ہوتا ہےاور اس پر مدد کرتا ہے جبکہ سختی پر مدد نہیں کرتا۔ پس جب تم ان بےزبان جانوروں پر سفر کرو تو ان کو ان کی منزلوں پر ٹھہراؤ (تاکہ یہ وہاں پر کھا پی کر تازہ دم ہو جائیں) اور اگر علاقہ بنجر ہو تو پھر جلدی جلدی سفر پورا کرو تاکہ ان جانوروں کی چربی اور گودا راستے ہی میں ختم نہ ہو جائے۔اور رات کو سفر کیا کرو اس لئے کہ رات کا سفر دن کے سفر کی نسبت زیادہ آسانی سے کٹتا ہے۔ اور رات کو تم کہیں ٹھہرو تو راستے کے اوپر پڑاؤ مت ڈالو اس لئے کہ وہاں سے جانور، سانپ وغیرہ گزرتے ہیں۔

ماوی الحیات رواہ مالک والطبرانی

(موطا امام مالکؒ، طبرانی۔ سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، جلد ۲، صفحہ ۳۰۱)۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں:

کنا اذا نزلنا منزلاً لا نسبح حتی نحُلَّ الرّحالَ رواہ ابو داود باسناد علی شرط مسلم (ریاض الصالحین رقم ۹۶۸)۔

ہم جب کسی منزل پر اترتے تھے تو نماز پڑھنے سے پہلے اپنے جانوروں کے کجاوے کھول دیتے تھے (تاکہ وہ آزادی کے ساتھ چر سکیں)۔

حضرت سہل بن حنظلیہؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا گزر ایک اونٹ کے پاس سے ہوا جو اتنا دبلا ہو گیا تھا کہ اس کی پیٹھ اس کے پیٹ سے مل گئی تھی۔ یعنی وہ سوکھ کر ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

اتقوا اللّٰہ فی ھذہ البھائم المعجمۃ فارکبوھا صالحۃ و کِلوھا صالحۃ رواہ ابو

ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ سے ڈرتے رہاکرو (ان کے کھانے پینے کا اور آرام کا خیال رکھو)۔ ان پر جب تم سواری کرو تب بھی (یہ خیال رکھو کہ) یہ تندرست و توانا

داود و صححه النووی فی الریاض	ہوں اور جب انہیں چھوڑو تب بھی یہ تندرست و توانا ہوں۔

(ابو داود ۲۵۴۸)۔ اسے امام نوویؒ نے صحیح کہا ہے (ریاض الصالحین)۔

(iii) جانوروں پر ہر وقت سوار رہنے کی ممانعت:

حضرت معاذ بن انس جُہنیؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا

اِرکبوا ھذہ الدواب سالمۃ و دعوھا [وابتدعوھا] سالمۃ و لا تتخذوھا کراسیَّ [لاحادیثکم فی الطرق والاسواق] رواہ احمد والحاکم والبیہقی وقال الھیثمی اسنادہ حسن و قال السید مسعود احمدؒ	ان جانوروں پر سواری کرو جب یہ تندرست ہوں اور ان سے اترو تب بھی یہ تندرست ہوں اور ان کو کرسی نہ بناؤ (کہ ہر وقت ان پر بیٹھے ہی رہو حتی کہ ان کو بیمار ڈال دو)۔(مسند امام احمدؒ ۱۷۵۹۰، ۱۵۲۰۲،

سندۂ صحیح (مجمع الزوائد رقم ۱۶۱۵۶، منہاج المسلمین صفحہ ۵۳۵)

۱۵۲۱۲،۱۵۲۱۹، حاکم ۱۶۶۷، ۲۵۳۲۔ منہاج المسلمین صفحہ ۵۳۵)۔

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

ایّاکم ان تتخذوا ظهور دوابکم منابر فان اللّٰہ انما سخّرھا لکم لتبلّغکم الی بلدٍلم تکونوا بالغیہ الا بشق الانفس و جعل لکم الارض فعلیھا فاقضوا حاجاتکم رواہ ابو داود

اپنے جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ (یعنی بڑی دیر تک ان پر سوار ہو کر لمبی لمبی باتیں یا لمبی لمبی تقریریں مت کرو)۔ اللہ نے ان کو اس لئے تمہارے قابو میں کیا ہے تاکہ یہ تم کو دوسرے شہر تک پہنچائیں جہاں تم اپنی جانوں کو مشقت میں ڈالے بغیر نہیں پہنچ سکتے تھے۔ (تمہاری دوسری ضروریات کے لئے) اس نے تمہارے لئے زمین بنائی ہے۔ پس تم (جانوروں سے اتر کر) زمین پر اپنی ضروریات کو پورا کرو

(ابو داؤد ۲۵۶۷۔سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ رقم ۲۲)۔

(iv) جانوروں کو تکلیف پہنچانے کی ممانعت

کچھ لڑکے ایک مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ بازی کر رہے تھے۔اس اثنا میں حضرت عبد اللہ بن عمرؓ کا وہاں سے گزر ہوا۔ انہیں آتا دیکھ کر وہ لڑکے بھاگ گئے۔ (مرغی کو بندھا ہوا دیکھ کر) حضرت عبد اللہ بن عمرؓ نے کہا اسے کس نے باندھا ہے۔ [اللہ اس پر لعنت کرے جس نے ایسا کیا۔مسلم ۵۰۶۲] بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس پر لعنت فرمائی ہے جو ایسا کرے۔(صحیح بخاری ۵۵۱۵، صحیح مسلم ۵۰۶۱)۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے :

نھیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ان تصبر البھآئم متفق علیہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے جانوروں کو باندھ کر مارنے سے منع فرمایا ہے۔(صحیح بخاری ۵۵۱۳، صحیح مسلم ۵۰۵۷)۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے :

رای رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم حماراً موسوم الوجہ فانکر ذلك	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے چہرے پر گودا گیا تھا۔ آپؐ نے اس بات کو بہت برا سمجھا۔

(صحیح مسلم ۵۵۵۳)۔

حضرت عبد اللہ بن عباس ہی سے روایت ہے :

نهی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم عن الضرب فی الوجہ و عن الوسم فی الوجہ رواہ مسلم	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے (کسی بھی جاندار کے) چہرے پر مارنے سے منع فرمایا ہے اورچہرے پر گودنے سے منع فرمایا ہے۔

(صحیح مسلم ۵۵۵۰)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک گدھے کو دیکھا جس کے منہ پر گودا گیا تھا۔ آپؐ نے فرمایا

اللہ اس پر لعنت فرمائے جس نے اس کو (چہرے پر) گودا ہے۔ (صحیح مسلم ۵۵۵۲)۔

(v) جانوروں کو ناحق مارنے کی ممانعت:

حضرت شریدؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

من قتل عصفوراً عبثاً عج الی اللہ عز و جل یوم القیامۃ یقول یا رب ان فلاناً قتلنی عبثاً و لم یقتلنی لمنفعۃٍ رواہ الشافعی و احمد و النسائی و ابن حبان

جس شخص نے ایک چڑیا کو بھی عبث (بے کار، بلا فائدہ) مارا تو وہ چڑیا قیامت کے روز چلا چلا کر اللہ تعالیٰ سے فریاد کرے گی اور کہے گی اے میرے رب۔ فلاں شخص نے مجھے عبث قتل کیا۔ کسی فائدے کے لئے قتل نہیں کیا۔

(مسند امام احمد ۱۸۹۷۶، نسائی ۴۴۵۱، ابن حبان ۵۸۹۴)۔

حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاصؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من قتل عصفوراً [فما فوقها] فی غیر شیءٍ الا بحقه ساله الله عز و جل یوم القیامة. قیل یا رسول الله فما حقها؟۔ قال حقها ان تذبحها فتاکلها ولا تقطع راسها فیرمی بها [ولا یاخذ بعنقه فیقطعه] رواه احمد والنسائی و الدارمی و الحاکم و حسنه السیوطی و قال المناوی اسناده جید	جس نے کسی چڑیا کو اس کے حق کے بغیر قتل کیا اس سے اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بازپرس فرمائے گا۔ آپؐ سے پوچھا گیا کہ اس کا حق کیا ہے۔ آپؐ نے فرمایا "اس کا حق یہ ہے کہ تم اس کو ذبح کر کے کھاؤ۔ یہ نہیں کہ تم اس کی گردن مروڑ کے یا سر کاٹ کے پھینک دو"۔

(مسند امام احمد جلد ۲، رقم ۲۹۲۱، نسائی ۴۴۵۰، دارمی، حاکم ۷۶۴۸)۔اسے علامہ سیوطیؒ نے حسن کہا اور علامہ مناویؒ نے کہا اس کی سند جید ہے۔(فیض القدیر، رقم ۸۹۱۰)۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

ان اعظم الذنوب عند اللہ رجل تزوج امراۃً فلما قضی حاجتہ منھا طلقھا و ذھب بمھرھا و رجل استعمل رجلاً فذھب باجرتہ و آخر یقتل دابۃً عبثاً رواہ الحاکم و صححہ علیٰ شرط البخاری

بے شک اللہ کے نزدیک سب سے بڑے گناہوں میں سے یہ ہے کہ کوئی شخص کسی عورت سے نکاح کرے، پھراس سے اپنی حاجت پوری کرنے کے بعد اسے طلاق دے دے اور اس کا مہر ادا نہ کرے۔اور وہ شخص جو کسی کو مزدوری پہ لگائے اور اسے اس کی مزدوری نہ ادا کرے۔ اوروہ شخص جو کسی جانور کو بے فائدہ قتل کرے۔

(مستدرک حاکم ۲۷۹۷)۔اس کی سند صحیح ہے۔(منہاج المسلمین، صفحہ ۶۶۷)۔

(vi) جانوروں کو ذبح کرنے کے آداب:

جانوروں کو ذبح کرنے کے بارے میں بھی ا سلام نے بڑی واضح ہدایات دی ہیں۔ ذبح کرنے سے پہلے یا ذبح کرتے وقت جانوروں کو غیر ضروری تکلیف نہ دی جائے۔ چھری تیز ہونی چاہیئے تاکہ جانور کی جان جلدی نکل جائے۔

حضرت شداد بن اوسؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا

ان اللّٰہ کتب	بے شک اللہ تعالیٰ نے ہر چیز پر
الاحسان علی کل	احسان کرنے کو فرض کر دیا
شیءٍ فاذا قتلتم	ہے۔پس جب تم قتل کروتوخوبی کے
فاحسنوا القِتلۃَ	ساتھ قتل کرو (یعنی اگر کسی
و اذا ذبحتم	کوقصاص میں سزا کے طور پر قتل

فأحسنوا الذّبحةَ و ليُحِدّ احدكم شَفرَتَه و ليُرِح ذبيحته رواه مسلم	کرنا ہو تو اسے اذیت دے کر قتل نہ کرو)۔اور جب تم جانور کو ذبح کرو تو اچھے طریقے سے ذبح کرو۔ اپنی چھری کو تیز کرلو اور اپنے جانور کو آرام پہنچاؤ (چھری اگر کند ہوگی تو جانور کو تکلیف ہوگی) ۔ (صحیح مسلم ۵۰۵۵)۔

حضرت قُرّہ کہتے ہیں میں نے کہا :

یا رسولَ اللّٰہ انی لآخذ الشاةَ لاذبحها فأرحمُها قال "و الشّاةُ ان رحمتَها رحمك اللّٰہ رواه احمد و البخاری فی الادب المفرد و الطبرانی و الحاکم و قال	یا رسول اللہ، میں بکری کو ذبح کرنے کے لئے پکڑتا ہوں تو اس پر رحم کرتا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا "اگر تم بکری پر رحم کروگے تو اللہ تم پر رحم فرمائے گا"۔ (مسند امام احمد ۱۵۱۶۵ و ۱۹۸۵۱، الادب المفرد ۳۷۳،حاکم۶۵۴۱و۶۳۶،۷ طبرانی)۔ اسے امام حاکمؒ نے صحیح

صحیح الاسناد	کہا۔ حافظ ہیثمیؒ کہتے ہیں اس
وقال الهیثمی له	روایت کے بہت سے الفاظ ہیں
الفاظ کثیرة و	اور اس کے راوی ثقہ ہیں
رجاله ثقات	

(مجمع الزوائد، جلد ۴، رقم ۶۲۹۔سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ، رقم ۲۶)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ایک بکری کو ذبح کر نے کے لئے اس کی ٹانگوں سے گھسیٹتا ہوا لے جا رہا ہے تو آپ نے اس سے فرمایا:

ویلك قُدها	"تیری خرابی ہو۔ اس کو مارنے
الی الموت	کے لئے لے جا رہا ہے تو
قَوداً جمیلاً	خوبصورتی کے ساتھ لے کر جا"۔

(مصنف عبد الرزاق۔ الترغیب و الترہیب، رقم ۱۶۳۵)۔

حضرت ابو اُمامہؓ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا:

"من رحم ولو ذبیحة	جس نے کسی ذبیحے پر
[عُصفورٍ] رحمه الله	رحم کیا۔خواہ وہ چڑیا کا

یوم القیامة" رواہ البخاری فی الادب المفرد، قال الھیثمی رجالہ ثقات و قال السید مسعود احمد سندہ حسن و رجالہ ثقات	ہی ذبیحہ ہو۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اس پر رحم فرمائے گا۔(الادب المفرد للامام البخاریؒ)۔حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کے راوی ثقہ ہیں (مجمع الزوائد، جلد ۴، رقم ۶۰۳۰)

شیخ الاسلام سیّد مسعود احمدؒ لکھتے ہیں اس کی سند حسن ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں (منہاج المسلمین ٦٦٦)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں :

مرَّ رسول اللہ صلی اللہ علیه و سلم علیٰ رجلٍ واضع رجله علی صفحة شاةٍ و هو یُحِدُّ شفرته و هی تلحظ الیه ببصرها فقال "افلا قبل هذا؟ أتُریدُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا گزر ایک شخص کے پاس سے ہوا جو ایک بکری کو لٹا کر اس کی گردن پہ اپنا پیر رکھ کر اپنی چھری تیز کر رہا تھا۔اور وہ بکری

ان تميتها موتتين [موتات؟ هلاّ أحددتَ شَفرتك قبل ان تُضجِعها؟]۔رواه الطبراني و البيهقي و الحاكم وصححه هو والذهبي و قال المنذري و الهيثمی رجاله رجال الصحيح	اس کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے اس شخص سے فرمایا "تو نے اپنی چھری پہلے سے تیز کیوں نہ کی؟ کیا تو اس بکری کو کئی کئی موتیں مارنا چاہتا ہے؟"۔

(طبرانی، بیہقی، حاکم ۷۶۳۷، ۷۶۴۴)۔ اسے امام حاکم، حافظ منذری، اور حافظ ذہبی نے صحیح کہا۔ (الترغیب و الترہیب ۱۶۳۱، مجمع الزوائد جلد ۴، رقم ۶۰۳۳، منہاج المسلمین ۷۶۲، تفسیر قرآن عزیز جلد ۶، صفحہ ۸۸۱)۔

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم آمر بِحَدّ الشفار و ان توارى من البهائم و اذا ذبح احدكم فليُجهِز رواه احمد (۵۸۳۰) و ابن ماجة (۳۱۷۲) (الحديث اخرجه المنذرى بصيغة رُوِى و قال الهيثمى مدار الاسناد على ابن لهيعة و هو ضعيف و شيخه قرة

بن حیوئیل ایضاً ضعیف (الترغیب و الترهیب ۱۶۳۲) و صححه الشیخ احمد شاکر (سلسلة الاحادیث الصحیحة، المجلد السابع، القسم الاول، رقم ۲۱۹۳۰)۔

(vii) جانوروں پر رحمت وشفقت کی انتہا:

حضرت سوادہ بن ربیعؓ کہتے ہیں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے پاس گیا اور آپؐ سے کچھ سوال کیا۔ آپؐ نے مجھے دس اونٹنیاں عطا فرمائیں۔ پھر مجھ سے فرمایا:

اذا رجعتَ الی بیتك	جب تم اپنے گھر واپس جاؤ
فمرهم فلیحسنوا غذاء	تو اپنے گھر والوں سے کہنا
رباعهم و مُرهم	کہ وہ اپنے جانوروں کو اچھی
فلیُقلّموا اظفارهم ولا	غذادیں اور ان کو حکم دینا
یعبطوا [یخدشوا] بها	کہ وہ اپنے ناخن کتر لیں

ضروع مواشيهم اذا حلبوا رواه احمد و الطبراني في الكبير و قال الهيثمي اسناده جيد	ایسا نہ ہو کہ جب وہ اپنے مویشیوں کا دودھ دوہیں تو اُن کے تھنوں کو (اپنے ناخنوں) سے زخمی کر دیں

(مسند امام احمد جلد ۴، رقم ۱۵۵۳۱، طبرانی۔ منہاج المسلمین ص ۴۳۵)۔

حضرت عبداللہ بن مسعود ؓ فرماتے ہیں

كنا مع رسول الله صلى الله عليه و سلم في سفر فانطلق لحاجته فرأينا حُمَّرةً معها فرخان فأخذنا فرخيها فجاءت الحمرةُ فجعلت تعرش فجاء النبي صلى الله عليه و سلم فقال من فجع هذه بولدها؟۔ رُدُّوا ولدها اليه رواه احمد و البخاري في الادب	ہم ایک سفر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے ساتھ تھے۔ آپؐ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ اسی دوران ہم نے ایک قُمری کو دیکھا۔ اُس کے ساتھ اس کے دو بچے تھے۔ ہم نے اس کے بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ قُمری آکر منڈلانے لگی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لے آئے۔ آپؐ نے فرمایا "اس کے بچوں کو چھین کر کس

المفرد وابو داود و الحاکم	نے اس کو پریشان کیا ہے؟۔اس کے بچے اس کو واپس دے دو"

(مسند امام احمد ۳۸۲۵، الادب المفرد ۳۸۲، ابو داؤد ۲۶۷۵ و ۵۲۶۸، مستدرک حاکم ۷۵۷۳)۔مسند امام احمد اور الادب المفرد میں بچوں کے بجائے انڈوں کا ذِکر ہے۔

(viii) فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَعَنَهُ اللّٰهُ، وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْباً مَّفْرُوْضاً ۝ وَ لَاُضِلَّنَّهُمْ وَ لَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْاَنْعَامِ وَ لَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ	اللہ نے شیطان پر لعنت کر دی ہے۔اُس نے اللہ سے کہا تھا کہ (اے اللہ) میں ضرور تیرے بندوں میں سے ایک مقررہ حصہ لوں گا۔ میں ضرور تیرے بندوں کو بہکاؤں گا اور انہیں امیدیں دلاؤں گا اور انہیں حکم دوں گا تو وہ ضرور جانوروں کے کان چیریں

خَلْقَ اللّٰهِ، وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ○	گے اور میں انہیں حکم دوں گا تو وہ یقیناً اللہ کی خلقت کو بدل دیں گے۔ اور جو کوئی اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست بنا ئے گا تو وہ صریح نقصان میں جا پڑے گا۔

(النسآء ۱۱۸۔۱۱۹)۔

اس آیت میں ”اللہ کی خلقت کو بدلنے“ سے کیا مراد ہے؟ حافظ ابن کثیرؒ لکھتے ہیں

قال ابن عباس رضی اللہ عنہ یعنی بذلك خصی الدوابِ و کذا رُوِی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ و انسٍ و سعید بن المسیّب و عِکرِمةَ و ابی عیاض و قتادةَو ابی صالح و الثَّوری وقد ورد فی حدیث	حضرت عبد اللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں اس سے جانوروں کو خصی کرنا مراد ہے۔ اوراسی طرح مروی ہے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے اور حضرت انسؓ سے اور حضرت سعید بن المسیبؒ سے اور حضرت عِکرِمہؒ سے اور حضرت ابو عیاضؒ سے اور حضرت قتادہؒ سے اور حضرت ابو صالحؒ سے اور امام سفیان ثوریؒ سے

النهی عن ذلك	اور حدیث میں چوپایوں کو خصی کرنے کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)۔

علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں۔وآخرج عبد الرزاق وا بن ابی شیبة و عبد بن حمید وابن جریر و ابن المنذر عن انسٍ رضی اللہ عنہ انه کره الاخصاء و فیه نزلت "و لاٰمرنهم فلیغیرن خلق اللّٰه" و اخرج عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مثله و اخرج ابن ابی شیبة و البیهقی عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم عن خصاء البهائم و الخیل و اخرج ابن المنذر و البیهقی عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال نهی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم عن صبر الروح و اخصاء البهائم (تفسیر فتح القدیر)۔

اما م عبد الرزاق، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن المنذر نے حضرت انسؓ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے خصی کرنے کو ناپسند فرمایا اور آیت "و لاٰ مرنهم فلیغیرن خلق اللّٰه" اسی بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اور عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن

المنذر نے ایسا ہی حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی نے حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے مویشیوں اور گھوڑوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے۔اور ابن المنذر اور بیہقی نے حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی جاندار کو باندھ کر قتل کرنے سے اورمویشیوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا ہے (تفسیر فتح القدیر، جلد ۱، صفحہ ۵۶۴)۔ وقد کرہ قوم شراء الخصی (فتح القدیر، جلد ۱، صفحہ ۵۶۳) اور ایک قوم نے خصی جانوروں کی خرید و فروخت کو ناپسند کیا ہے۔(تفسیر فتح القدیر، جلد ۱، صفحہ ۳۶۵)۔

علامہ زمخشری لکھتے ہیں

وعند ابی حنیفةؒ یکرہ شراء الخصیان و امساکھم واستخدامھم لان	امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک خصی جانوروں کی خرید و فروخت، ان کو رکھنا اور ان سے کام لینا مکروہ ہے اس لئے کہ ایسے جانوروں میں رغبت رکھنا

الرغبة فيهم تدعوا الی   سبب بنے گا ان کو خصی
خصائهم   کرنے کا۔

(تفسیر کشّاف، جلد ا، صفحہ ۵٦٦)۔

امام ابوحنیفہ کا استدلال بالکل درست ہے اس لئے کہ یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ خصی جانوروں کی خریدوفروخت اور (قربانی کے لئے) ان کا استعمال یقناً جانوروں کو خصی کرنے کا باعث بنے گا جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو منظور نہیں۔اور پھر یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ جب خصی جانوروں کی خرید وفروخت ہی مکروہ ہوگی اور ان کو رکھناہی مکروہ ہو گا تو پھر قربانی کے لئے ان کا حصول کیسے ممکن ہوگا۔

(۲۷) خصی جانوروں کی قربانی کرنا:

جانوروں کا کاروبار کرنے والے بیوپاری حضرات جانوروں کو خصی کرتے ہیں اور پھر انکو زیادہ قیمت میں بیچتے ہیں۔بہت سے لوگ لاعلمی کی بنا پر قربانی کے لئے خصی جانوروں کوترجیح دیتے ہیں

اور ان کو خوشی خوشی عام جانوروں کی نسبت زیادہ قیمت ادا کر کے خریدتے ہیں اور پھر فخریہ ان کی قربانی کرتے ہیں۔ان کا کہنا یہ ہے کہ خصی جانور کا گوشت زیادہ اچھا ہوتا ہے اور اس میں بدبو بھی نہیں ہوتی۔یہ صرف ایک خوشنما بہانہ ہے ورنہ جو اچھے پالتو جانور ہوتے ہیں ان کاگوشت بھی اچھا ہوتا ہے اور اس میں بھی بدبو نہیں ہوتی۔اور پھر سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ ہم عید الاضحٰے پر قربانی اپنی زبان کے چٹخاروں کے لئے نہیں کرتے بلکہ اللہ کے حکم کی تعمیل میں اللہ کی رضا حاصل کر نے کے لئے کرتے ہیں لہٰذا ہمیں قربانی کرتے وقت اللہ اور رسول کے احکام کوپیشِ نظر رکھنا چاہیئے۔

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے

اَنَّ رسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم نھٰی عن صبرِ ذی الرُّوحِ واِخصاءِ البھائمِ نھیاًشدیداً رواہ البزّار و قال	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے کسی جاندار کو باندھ کر مارنے (شکار کرنے) اور چوپایوں کو خصی کرنے سے بڑی سختی سے منع فرمایا ہے (مسندبزار)۔ حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں

الهیثمیؒ رجاله رجال الصحیح و	اس کے راوی صحیح کے راوی ہیں (مجمع الزوائد، جلد ۵، رقم ۹۳۶۸)۔علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں
قال الشوکانی اسنادہ صحیح	اس کی سند صحیح ہے۔(نیل الاوطار، جلد ۸،صفحہ ۸۸)۔

اس حدیث کا بعض لوگ یہ جواب دیتے ہیں کہ اس میں تو چوپایوں کو خصی کرنے سے منع کیا گیا ہے لیکن خصی جانور کی قربانی سے منع نہیں کیا گیا بلکہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے خصی جانوروں کی قربانی کی ہے لہٰذا خصی جانوروں کی قربانی جائز ہے۔

اس سلسلے میں چند باتیں غور طلب ہیں۔

سب سے پہلے تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کیسے جانوروں کی قربانی کیاکرتے تھے۔ ا س بارے میں ہم کو مندرجہ ذیل احادیث ملتی ہیں۔

(۱) حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔

كان رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه و سلم يُضَحّي بكبشينِ وأنا أُضَحّي بكبشين	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی دو مینڈھوں کی قربانی کرتا ہوں

(رواہ البخاری ۔ ۵۵۵۳)۔

(۲)

عن أنس رضي الله عنه أن النبيّ صلى اللّٰه عليه وسلم كان يُضَحّي بكبشَيْنِ أملحَيْنِ اَقرَنَيْنِ و يضعُ رِجلَه على صفحتهما [صفاحهما] و يذبحهما بيده متفق عليه	حضرت انسؓ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سفید، سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے۔ آپؐ اپنا قدم ان کے پہلو پر رکھتے تھے اور اپنے ہاتھ سے ان کو ذبح کرتے تھے۔

(صحیح بخاری ۵۵۶۴، صحیح مسلم ۵۰۸۷)۔

(۳) حضرت ابو بکرہؓ سے روایت ہے

عن أبي بكرة رضي الله عنه قال	حضرت ابو بکرہؓ سے
ثم انصرف كأنه يعني	روایت ہے کہ عید
النبيّ صلى الله عليه و	الاضحی کے دن رسول
سلم يوم النحرِ إلىٰ	اللہ صلی اللہ علیہ و سلم
كبشَينِ أملحَينِ	دو سفید مینڈھوں کی
فذبحَهُما رواه	طرف گئے اور ان کو
النسائي	ذبح کیا

(نسائی ۴۳۹۴)۔

(۴) حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں

عن عائشة رضي	رسول اللہ صلی اللہ علیہ
الله عنها أن رسولَ	و سلم نے حکم دیا کہ
الله صلى الله عليه	(قربانی کے لئے) ایک
و سلم أمر بِكبشٍ	ایسا مینڈھا لایا جائے
أقرنَ يطأ في سوادٍ و	جو سینگوں والا ہو،
يبرك في سواد و	جس کے پیر، پیٹ اور
	آنکھوں کے آس پاس

ينظر في سوادٍ	کا رنگ کالا ہو

رواہ مسلم

(صحیح مسلم ۵۹۱)۔

مندرجہ بالا احادیث بالکل صحیح ہیں لیکن ان میں یہ صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جن جانوروں کی قربانی کرتے تھے وہ خصی ہوتے تھے یا غیر خصی۔ اب ہم وہ احادیث نقل کرتے ہیں جن میں جانوروں کے خصی یا غیر خصی ہونے کی صراحت ہے۔

غیر خصی جانور کی قربانی

(۱) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے

عن أبي سعيد رضي الله عنه قال	حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ
كان رسول الله صلى	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ایسے
الله عليه و سلم يُضحّي	مینڈھے کی قربانی کرتے تھے جو سینگوں
بِكَبشٍ أقرن فحيلٍ	والا ہوتا۔ غیر خصی (آنڈو) ہوتا اور
يأكُلُ في سوادٍ و يمشي في	جس کے منہ، پیروں اور آنکھوں کے

سواد و ینظر فی سواد	آس پاس کا رنگ کالا ہوتا

(ابوداؤد ۲۷۹۶، ترمذی ۱۴۹۶، نسائی ۴۳۹۵، ابن ماجہ ۳۱۲۸ حاکم ۷۲۲۲ ، ابن حبان ۵۹۰۲)۔اسے امام ترمذی نے صحیح کہا ہے۔ امام حاکمؒ نے بھی اسے صحیح کہا ہے اور حافظ ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔(تھذیب الترمذی، جلد۲، صفحہ ۲۰۹)۔ اور علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں کہ اسے امام ابن حبان نے صحیح کہا ہے اور یہ امام مسلمؒ کی شرط پر صحیح ہے۔ (نیل الاوطار، جلد۵، صفحہ ۱۱۸)۔

(۲) حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال ضحّی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ و سلم بکبشٍ أقرنَ اعیَنَ فحل، قال الهیثمیؒ رواه الطبرانی فی الاوسط و الکبیر و هذا لفظه و اسناده حسن	حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم نے سینگوں والے، بڑی آنکھوں والے، ایک نر (غیر خصی) مینڈھے کی قربانی کی (طبرانی اوسط و طبرانی کبیر)۔ حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کی سند حسن ہے۔

(مجمع الزوائد، جلد ۴، رقم ۵۹۷۵)۔

خصی جانور کی قربانی

(۱) حضرت جابرؓ سے روایت ہے

عن جابر رضی اللہ عنہ قال	حضرت جابرؓ سے
ضحّٰی رسول اللّٰہ	روایت ہے رسول اللہ
علیہ و سلم یوم	صلی اللہ علیہ و سلم نے
عید [یوم الذبح]	بقرعید کے دن دو
بِکبشَینِ "اقرنین	سینگوں والے، سفید
املحین موجوئین	رنگ کے، خصی
	مینڈھوں کی قربانی کی۔

(ابوداؤد ۲۷۹۵، ابویعلیٰ ۱۷۹۲)۔

(۱) یہ حدیث مسند امام احمدؒ، ابن ماجہ اور دارمی میں بھی ہے لیکن ان کتابوں کی روایات میں "خصی" کا لفظ نہیں ہے۔ (مسند امام احمد ۱۴۰۶۴، ابن ما جہ ۱۲۱۳، دارمی ۱۹۴۹)۔لہٰذا اس روایت میں "خصی" کا لفظ مشکوک ہے۔

(۲) اس حدیث کی سند میں دو راوی ہیں۔ محمد بن اسحاق اور یزید بن ابی حبیب اور یہ دونوں مُدلّس ہیں۔ ان میں سے محمد بن اسحٰق نے تو اپنے سماع کی تصریح کی ہے لیکن یزید نے اپنے سماع کی تصریح نہیں کی۔ لہٰذا جو لوگ خصی جانور کی قربانی کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ روایت یزید کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے ۔ لہٰذا وہ لوگ اس حدیث سے خصی جانور کی قربانی پر کیسے استدلال کرسکتے ہیں۔

(۳) ابو یعلیٰ کی روایت میں عبد اللہ بن محمد بن عقیل ضعیف ہے۔ سیدنا امام مالکؒ اور امام یحیٰی بن سعید اس سے روایت نہیں کرتے تھے۔ سیدنا امام احمدؒ اسے منکر الحدیثؒ فرماتے ہیں امام یحیٰی بن معین فرماتے ہیں وہ ضعیف الحدیث ہے اس کی حدیث سے حجت نہیں لی جاتی۔ امام ابن المدینیؒ اور امام نسائیؒ نے بھی اسے ضعیف کہا ہے۔ امام ابو حاتمؒ نے لیّن الحدیث کہا اور کہا اس کی حدیث سے حجت نہیں لی جاتی۔ امام ابن خزیمہؒ نے فرمایا کہ اس کے خراب حافظے کی وجہ سے میں اس سے حجت نہیں لیتا۔ امام ابن حبانؒ اور

خطیبؒ نے بھی اس کو بد حافظہ کہا۔ وغیرہ وغیرہ۔ (تہذیب التہذیب، جلد ۳، صفحہ ۲۵۹ ۔۲۶۰)۔علامہ شوکانیؒ لکھتے ہیں فیہ مقال (نیل الاوطار، جلد ۵، صفحہ ۱۱۹)۔

(۲) حضرت ابورافعؓ سے روایت ہے

عن ابی رافع قال	حضرت ابورافع ؓ سے
ضحی رسولُ اللّٰہ	روایت ہے رسول اللہ
صلی اللّٰہ علیہ و	صلی اللہ علیہ و سلم نے
سلم بکبشین	قربانی کی دو۲ سینگوں
أملحین موجیین	والے، سفید رنگ کے
خصیین	خصی مینڈھوں کی

(رواہ أحمد و فی اسنادہ عبداللّٰہ بن محمد بن عقیل و ھو ضعیف)

(مسند امام احمد ۲۳۳۴۸)۔

(۱) اس روایت میں ایک راوی عبداللہ بن محمد بن عقیل ہے جس کے متعلق گزر چکا کہ وہ ضعیف ہے۔

(۲) یہ روایت مسند بزار، طبرانی کبیر اور مسند امام احمد میں بھی ایک اور جگہ مروی ہے لیکن اس میں خصی کا لفظ نہیں ہے۔ اس کے الفاظ مندرجہ ذیل ہیں۔

حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں

عن ابی رافع مولی رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان اذا ضحی اشتری کبشین سمینین اقرنین املحین۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کے غلام حضرت ابو رافعؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب قربانی کرتے تو دو[۲] موٹے، سینگوں والے، سفید مینڈھے خریدتے۔

(مسند امام احمدؒ ۲۶۶۴۹، بزار، طبرانی۔ مجمع الزوائد ۵۹۶۷)۔

(۳) حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے

عن عائشة رضی اللہ عنها وأبی هريرة رضی اللہ عنه	حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے

أنَّ رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم كان اذا اراد أن يُضَحّىَ اشترى كبشينِ سمينَينِ عظيمينِ أملحينِ مَوجُوئَينِ	روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم جب قربانی کا ارادہ فرماتے تو دو[۲] موٹے، بڑے، سفید رنگ کے خصی مینڈھے خریدتے

رواه أحمد وابن ماجة والحاكم وقال الشوكانی مدار طُرُقِه كُلّها على عبداللّٰه بن محمد بن عقيل وفيه مقال وقال أيضاً أنَّ فی اسناده عيسى بن عبدالرحمان بن فروة وهو ضعيف (نیل الاوطار، جلد ۵، صفحہ ۱۱۹)۔

(مسند امام احمد ۲۴۵۲۵ ، ابن ماجہ ۳۱۲۲، حاکم ۷۶۲۱)۔

(۱) اس حدیث کے تمام طرق کا دارومدار عبداللہ بن محمد بن عقیل پر ہے جو ضعیف ہے۔

(۲) علامہ شوکانیؒ کے مطابق اس کی سند میں ایک اور راوی عیسیٰ بن عبدالرحمان بن فروہ بھی ضعیف ہے۔یہ راوی ابن ماجہ کی روایت میں نہیں۔یہ راوی طبرانی اوسط اور طبرانی کبیر کی روایت میں ہے۔حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اسے طبرانی نے اوسط اور کبیر میں روایت

کیا ہے اور اس میں عیسیٰ بن عبدالرحمان بن ابی فروہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔ (مجمع الزوائد، جلد ۴، رقم ۵۹۷۴)۔

(۳) اس حدیث کو ابن ماجہ اور حاکم نے حضرت عائشہ صدیقہؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے جبکہ مسند احمد کی روایت میں "حضرت عائشہ صدیقہؓ یا حضرت ابو ہریرہؓ " کے الفاظ ہیں۔

حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں

رواه ابن ماجة على الشک عن أبي هريرة رضي الله عنه أو عن عائشة رضى الله عنها	اسے ابن ماجہ نے شک کے طور پر روایت کیا ہے۔ یعنی "حضرت ابو ہریرہؓ یا حضرت عائشہؓ صدیقہؓ سے"

(مجمع الزوائد، جلد ۴، رقم ۵۹۷۴)۔

حافظ ہیثمیؒ نے ایسا ہی لکھا ہے لیکن میرے پاس ابن ماجہ کے جو نسخے ہیں ان میں شک نہیں بلکہ ان میں یہ روایت حضرت عائشہ صدیقہ ؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ دونوں سے مروی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب۔

البتہ طبرانی نے اسے بغیر شک کے صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کیا ہے ۔(حاشیہ مستدرک حاکم، جلد ۵، صفحہ ۳۲۱)۔

(۴) دارقطنی نے اسے عن ابن شھاب عن سعید بن المسیب عن ابی ہریرہؓ روایت کیا ہے (دارقطنی ۴۶۹۹)۔دارقطنی کی روایت میں مینڈھوں کے خصی ہونے کے الفاظ نہیں ہیں۔

طبرانی اور دارقطنی کی مندرجہ بالا روایات کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ حدیث صرف حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے اور حضرت عائشہ صدیقہؓ کا نام کسی راوی نے غلطی سے لے دیا ہے۔

(۵) اس روایت کی سند میں ایک اور بھی اختلاف ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ لکھتے ہیں

وقد اختلف علیه في اسناده فقال زهير بن محمد و شريك و عبيد الله بن عمرو كلهم عنه عن	عبداللہ بن محمد بن عقیل پر اس حدیث کی سند میں بھی اختلاف کیا گیا ہے۔ زہیر بن محمد، شریک اور عبیداللہ بن عمرو، ان سب نے اسے عن عبد اللہ بن محمد بن عقیل عن علی بن حسین عن ابی رافعؓ روایت کیا ہے

علی بن الحسین	جبکہ امام سفیان ثوریؒ نے ان کی
عن أبی رافع رضی اللہ عنہ	مخالفت کی ہے (انہوں نے اسے عن
و خالفھم	عبداللہ بن محمد بن عقیل عن ابی سلمہ
الثوری کما تری	عن عائشۃ الصدیقہؓ او عن ابی ہریرۃؓ
و یحتمل أن	روایت کیا ہے)۔اور ہو سکتا ہے
یکون لہ فی ھذا	عبداللہ بن محمد بن عقیل کے پاس اس
الحدیث طریقان	حدیث کی دو سندیں ہوں۔

(فتح الباری، جلد ۱۰، صفحہ ۱۲)۔

الغرض یہ حدیث کسی طرح قابل احتجاج نہیں۔

(۴) حضرت ابو الدرداءؓ سے روایت ہے

عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ	حضرت ابو الدرداءؓ سے
قال ضحّٰی رسول اللہ	روایت ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و سلم	صلی اللہ علیہ و سلم نے
بکبشین جذعین	دو چھوٹے، خصی مینڈھوں
موجیین [خصیین]	کی قربانی کی

(مسند امام احمد ۲۱۲۰۶، ۲۱۲۰۷)

اس روایت میں ایک راوی حجاج بن ارطاۃ ضعیف ہے۔(نیل الاوطار،۵/۱۱۸)۔

مندرجہ بالا احادیث کے بغور مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ

(۱) جو احادیث بالکل صحیح ہیں ان میں صرف مینڈھوں کی قربانی کا ذکر ہے۔ ان میں یہ صراحت نہیں ہے کہ مینڈھے خصی تھے یا غیر خصی تھے۔

(۲) جن احادیث میں مینڈھوں کے غیر خصی ہونے کی صراحت ہے وہ احادیث بھی صحیح ہیں۔

(۳) لیکن جن احادیث میں مینڈھوں کے خصی ہونے کا ذکر ہے ان میں سے کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں جس کی صحت پرسب کا اتفاق ہو۔ حضرت جابرؓ کی روایت ہمارے نزدیک صحیح ہے لیکن اہلحدیث کے نزدیک وہ بھی مدلس راوی یزید بن ابی حبیب کے عنعنہ کی وجہ سے ضعیف ہے۔

پس ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا خصی جانور کی قربانی کرنا کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں۔ البتّہ غیر خصی جانور کی قربانی ضرور صحیح احادیث سے ثابت ہے۔

(۶) حضرت جابرؓ کی حدیث جو فرقہ اہلحدیث کے نزدیک ضعیف اور ہمارے نزدیک صحیح ہے اس میں صراحت نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل جانوروں کو خصی کرنے کی ممانعت سے پہلے کاہے یا بعد کا۔ لیکن مناسب یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فعل کو ممانعت سے پہلے پر محمول کیا جائے۔ ورنہ یہ لازم آئے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ہی چوپایوں کو خصی کرنے سے منع فرمایا اور پھر خود ہی خصی جانوروں کی قربانی کر کے جانوروں کو خصی کرنے کی ہمّت افزائی فرمائی اور ایسا ممکن نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی بات کی توقع نہیں کی جاسکتی۔

فللّٰہ الحمد ۔

انسداد بے رحمی حیوانات

اب ہم خصی جانوروں کی قربانی کا ایک دوسرے زاویئے سے جائزہ لیتے ہیں۔اور وہ زاویہ ہے انسداد بے رحمِی حیوانات کا۔

(۱) جانوروں کو خصی کرنے سے ان کو تکلیف پہنچتی ہے۔ آجکل ہو سکتا ہے کہ جدید طریقوں سے خصی کرنے کا عمل آسان ہو گیا ہو اور اس سے جانوروں کو زیادہ تکلیف نہ ہوتی ہولیکن اُس زمانے میں تو جانوروں کو دیسی طریقوں سے خصی کیا جاتا تھا اور اس سے ان کو بہت تکلیف ہوتی تھی۔اور آجکل بھی خصی کرنے کے جدید طریقوں اور جدید آلات تک کس کس کی رسائی ہے۔ہمارے گاؤں اور دیہاتوں بلکہ شہروں میں بھی پرانے طریقے ہی استعمال ہوتے ہیں جو تکلیف دہ ہوتے ہیں۔اسی لئے رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ و سلم نے اس فعل سے مطلقاً ہی منع فرما دیا۔

(۲) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف مسلمین کے لئے ہی رحمت نہیں تھے۔ یا صرف انسانوں کے لئے ہی رحمت نہیں تھے ۔ بلکہ آپؐ تو رحمۃللعالمین تھے۔آپؐ سارے جہانوں کے لئے رحمت تھے۔ آپؐ جانوروں کیلیئے بھی رحمت تھے۔جس زمانے میں انسانوں کے حقوق کوئی تسلیم نہیں کرتا تھا اور جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا قانون رائج تھا اُس زمانے میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ و سلم نے جانوروں کے حقوق متعین فرمائے، جانوروں کے ساتھ نیکی کرنے کی تلقین فرمائی اور اس کے فضائل بیان فرمائے۔جن کا تذکرہ ہم گزشتہ صفحات میں کافی تفصیل سے کر چکے ہیں اور یہاں ہم دوبارہ مختصراً بیان کرتے ہیں

ایک شخص نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا۔ اسی بات پر اس کی بخشش ہو گئی۔(صحیح بخاری ۶۰۰۹، صحیح مسلم ۵۸۵۹)۔

ایک بدکار عورت نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلا یا۔ اس کی بھی اس بات پر بخشش ہو گئی۔(صحیح بخاری ۳۳۲۱، صحیح مسلم ۵۸۶۱)۔

ایک عورت نے ایک بلّی کو باندھ کے رکھا اور اسے کھانے پینے کو کچھ نہ دیایہاں تک کہ وہ مرگئی۔ اس وجہ سے وہ عورت جہنم میں گئی۔(صحیح بخاری ۳۴۸۲، صحیح مسلم ۵۸۵۲)۔

آپؐ نے فرمایا ''ان بے زبان جانوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو " (ابوداؤد ۲۵۴۸)۔ اسے امام نوویؒ نے صحیح کہا (ریاض الصالحین ۹۶۶)۔

آپؐ نے جانوروں کو تکلیف پہنچانے، ان کو بلا وجہ مارنے، ان کے ناک کان کاٹنے سے منع فرمایا۔آپؐ نے ان کے چہرے پر مارنے یا چہرے پر گودنے، داغنے سے منع فرمایا۔حتیٰ کہ آپؐ نے ان کو کرسی بنانے سے بھی منع فرمایا .(مسند امام احمدؒ ۱۵۲۱۲، حاکم ۱۶۶۷، ابن حبان ۵۶۱۹، بیہقی)۔ اس کی سند صحیح ہے (منہاج المسلمین صفحہ ۵۳۵)۔

یعنی یہ نہیں کہ ان پر مستقل بیٹھے رہو یا لمبے لمبے سفر کرتے رہو اور انہیں آرام کی مہلت نہ دو۔ بلکہ آپؐ نے ہدایت فرمائی کہ جب تم ہریالی اور خوشحالی میں سفر کرو تو ان کو زمین میں چرنے دو اور جب تم قحط سالی کے زمانے میں سفر کرو توجلدی جلدی چلو (تاکہ جلد منزلِ مقصود پہ پہنچ کر ان کے چارے کا بندوبست کرو) (صحیح مسلم۴۹۵۹)۔

اسی تعلیم کا نتیجہ تھا کہ صحابۂ کرامؓ جب کسی منزل پر پڑاؤ کرتے تو نماز پڑھنے سے پہلے جانوروں کے کجاوے کھول دیتے تھے (تاکہ وہ آزادی سے چر سکیں)(ابوداؤد۲۵۵۱)۔امام نوویؒ فرماتے ہیں اس کی سند صحیح مسلم کی شرط پر صحیح ہے۔(ریاض الصالحین۹۶۸)۔

جانوروں کے ساتھ شفقت کی انتہا ہے کہ آپؐ نے یہاں تک حکم دیا کہ ان کا دودھ دوہنے سے پہلے اپنے ناخن کاٹ لو۔کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارے ناخنوں سے ان کے تھنوں پر خراش آجائے۔

(مسند امام احمد ۱۵۵۳۱، طبرانی کبیر)۔حافظ ہیثمیؒ لکھتے ہیں اس کی سند اچھی ہے۔(مجمع الزوائد، رقم ۱۳۷۴۴۔ منہاج المسلمین، صفحہ ۴۳۶)۔

جسمانی تکلیف کے علاوہ آپؐ نے جانوروں کو ذہنی اذیت دینے سے بھی منع فرمایا۔ایک صحابی نے قُمری کے دو بچوں کو پکڑ لیا۔ وہ قمری آکر منڈلانے لگی۔اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم تشریف لے آئے۔آپؐ نے فرمایا

"اس کے بچوں کو چھین کر کس نے اسے پریشان کیا ہے؟۔ اس کے بچے اس کو واپس کر دو"۔ (ابوداؤد۲۶۷۵و۵۲۶۸،مستدرک حاکم۷۶۷۳)۔

جس دین کی تعلیم یہ ہو کہ جانوروں کا دودھ دوہتے وقت ان کے تھنوں پہ ناخنوں کی خراش تک نہ آئے وہ دین اور اس

دین کے پیرو کار یہ کیسے گوارا کر سکتے ہیں کہ اپنے کام و دہن کی وقتی لذّت کی خاطر بے زبان جانوروں کو خصی کیا جائے۔ یہ بات تو اسلام کے مزاج کے بالکل خلاف ہے۔

اس پس منظر میں اب خصی جانوروں کی قربانی پر غور کرنا چاہیئے۔ اگر ہم خصی جانوروں کی قربانی کرتے رہیں گے تو جانوروں پر یہ ظلم ہوتا رہے گا۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمیں اس ظلم کو اسی طرح جاری رہنے دیناچاہیئے یا اپنے دین کی تعلیمات کی روشنی میں ہم کو اس ظلم کے خاتمے کے لئے کوئی کوشش کرنی چاہیئے

میرے خیال کے مطابق اس ظلم کے ختم ہونے کی تین صورتیں ہو سکتی ہیں

(۱) حکومت وقت بذریعہ قانون اس لعنت کو ختم کرے اور اس کی خلاف ورزی کرنے والوں کو مناسب سزا دے۔

(۲) جانوروں کو خصی کرنے والے اللہ کے ڈر سے خود ہی اس گناہ سے تائب ہو جائیں۔

(۳) ہم خصی جانور نہ خرید کر جانوروں کے بیوپاریوں کو اس بات پر مجبور کر دیں کہ وہ جانوروں کو خصی نہ کریں۔

ان میں سے تیسری بات ہمارے اختیار میں ہے تو کیوں نہ ہم اس ظلم کو ختم کرانے کے لئے اپنے اختیار کو استعمال کریں اور عنداللہ ماجور ہوں؟

ترقی یافتہ ممالک میں صارفین کی بڑی طاقتور انجمنیں ہوتی ہیں۔ وہاں اگر کوئی کارخانہ اپنی مصنوعات کی قیمتیں بے جا طور پر بڑھا دے تو وہ انجمنیں اس کارخانے کی مصنوعات کا بائیکاٹ کروا کر اس کارخانے کو اپنی مصنوعات کی قیمتیں کم کرنے پر مجبور کردیتی ہیں اور کارخانہ کتنا ہی بڑا اور طاقتور کیوں نہ ہو اس کو عوامی مزاحمت کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑتے ہیں۔ تو کیا ہم جانوروں کو خصی کرنے والوں کے خلاف اسی قسم کی مزاحمتی تحریک چلا کر بے زبان جانوروں پر ہونے والے اس ظلم کا سدّباب نہیں کروا سکتے؟ ضرور کروا سکتے ہیں لیکن یہ اسی صورت ممکن ہے جب ہم خصی جانور خریدنا اور ان کی قربانی کرنا چھوڑ دیں۔ کیا ہم اس کے لئے تیار ہیں؟

مصنف

سیّد محمد سلیمان